www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ کی سنت سے متصادم ہو، اس کو راستے سے ہٹا دینا اسلامی معاشرہ کے قیام وبقا کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی تقاضے اس اصول سے بالاتر نہیں ہو سکتے۔ بیشتر بین الاقوامی تقاضے اسلامی حدود کے اندر رہ کر پورے کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم اگر کچھ تقاضے ایسے ہوں جنہیں شریعت کے تابع نہ رکھا جا سکتا ہو تو ان سے مکمل گریز کی ضرورت ہوگی۔ بہر صورت بین الاقوامی تقاضے اسلامی معاشرہ کے قیام کو ناممکن نہیں بنا سکتے۔ زیادہ سے زیادہ ناگوار صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں ملک کو ایک (Closed Economy) کے طور پر چلانا پڑے۔ یہ ایک چیلنج ہوگا، لیکن یہ ایسا چیلنج نہیں جسے اسلامی معاشرہ قبول نہ کر سکے۔ آج کل بھی چین اور روس کی معیشت بہت حد تک (Closed Economy) کے طور پر چلائی جا رہی ہے۔ یہ کوئی انہونی صورتِ حال نہیں ہوگی بلکہ جب تک دنیا اسلامی معاشرہ کی خصوصیات سے پوری طرح واقف نہیں ہو جاتی، یہ طریق کار ناگزیر ہوگا۔ جب کسی معاشرہ کی بنیاد مروجہ روش سے ہٹ کر رکھی جائے تو علیحدگی ایک ضروری تقاضا ہو جاتی ہے۔ چین اور روس نے اپنے معاشرہ کو ایک نئی روش پر چلانے کے لئے علیحدگی اختیار کی۔ اگر اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے (Closed Economy) کا طریق کار اختیار کرنا پڑے تو گھبرانے اور سراسیمہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ نئی بات ہوگی۔ کسی قوم اور حکومت کا عزم مصمم ہو تو اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہے اور اس کو کامیابی کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔ اگر بین الاقوامی مسائل کا جائزہ اس نظریہ سے لیا جائے تو ظاہر ہے کہ اسلامی معاشرہ یا غیر سودی نظام کے قیام میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آ سکتی۔ تاہم ان مسائل کا جائزہ لینا ضروری ہے جو بین الاقوامی سطح پر پیدا ہو سکتے ہیں :

بین الاقوامی مسائل

بین الاقوامی سطح پر جو مسائل پیش آئیں گے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(i) غیر ملکی قرضہ جات اور امداد

(ii) غیر ملکی سرمایہ کاری

(iii) برآمدی اور درآمدی تجارت

(iv) زرمبادلہ کا لین دین

(v) عالمی بنک اور اس کے متعلقہ اداروں سے کاروبار

اسلامی حکومت صرف بلاسود غیر ملکی قرضہ جات ہی منظور کرے گی۔ قرض کی مقررہ مدت کے بعد واپسی کی ضمانت دی جائے گی۔ جو ممالک اس شرط پر قرض دینا چاہیں گے ان سے قرض بوقت ضرورت قبول کیا جائے گا، ورنہ اسلامی حکومت اس قسم کے قرض کے بغیر گزارا کرے گی۔ اس وقت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے عامہ (Public Opinion) کا رجحان اس طرف ہے کہ بیرونی قرضہ جات نہ لئے جائیں اور ترقی ملک کے اندرونی وسائل کی مدد سے کی جائے۔ لہٰذا اگر بیرونی قرضہ جات سے کسی وقت ہمیں احتراز کرنا پڑے تو یہ کوئی اچنبھا نہیں ہوگا۔(۶) لیکن قیاس یہی ہے کہ بلا سود قرضہ جات بین الاقوامی سطح پر مہیا ہوتے رہیں گے۔ آج کل بھی اس قسم کے قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ چین نے اور دوسرے ممالک نے پاکستان کو بلا سود قرضہ جات فراہم کئے ہیں۔ یہی صورت امداد کی بھی ہے، چنانچہ غیر سودی نظام میں بیرونی قرضہ جات اور امداد کوئی ایسی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتے جس سے ملک کی معیشت زیادہ متاثر ہو۔ معیشت کی تشکیل بغیر بیرونی قرضہ جات اور امداد کے بھی ممکن ہے۔

غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Investment) پر بھی سود کی عدم موجودگی سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ سرمایہ دار دراصل نفع کا محتاج ہے نہ کہ سود کا۔ چنانچہ سرمایہ دار کو اگر نفع کی اُمید ہو تو ضرور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ بیرونی سرمایہ ہمارے تجویز کردہ نظام میں شراکت اور مضاربت کے اُصولوں کے تحت قابل قبول ہوگا۔ مساوی سرمایہ کاری (Equity Participation) اور شراکت یعنی (Joint Venture) کے تحت بیرونی سرمایہ فراہم کیا جا سکے گا۔ اگر ملکی صنعتوں اور کاروبار میں نفع موجود ہے تو سرمایہ کی فراہمی کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

برآمدی اور درآمدی تجارت میں موجودہ طریق کار، جس میں ہنڈیوں کو سود کے مطابق بھنایا (Discount) جاتا ہے، ترک کرنا پڑے گا۔ اس کی صورت بھی وہی ہوگی جو اندرونِ ملک ہنڈیوں کے متعلق تجویز کی گئی ہے، یعنی ایک تاجر جس نے مال برآمد کیا ہے۔ وہ ہنڈی مرکزی بنک کو پیش کر کے اس کی مکمل رقم (Face Value) لینے کا مجاز ہوگا۔ مرکزی بنک کی طرف سے یہ رقم بلا سود قرض تصور کی جائے گی۔ اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال برآمد کرنے والا تاجر ہنڈی کی مکمل رقم (Face Value) بطورِ مضاربت کے بنک سے حاصل کرے۔ اس صورت میں تاجر کو ایک طے شدہ نسبت سے نفع میں بنک کو شامل کرنا پڑے گا اور یہ لین دین مضاربت کے اصولوں کے تحت سرانجام دیا جائے گا۔ ان دونوں طریقوں سے بیرونی تجارت کی ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں۔

زرِ مبادلہ کا لین دین ایک فیس یعنی سروس چارج (Service Charge) کے مترادف ہے۔ مرکزی بنک، زرِ مبادلہ ایک فیس کے عوض مہیا کرتا ہے چونکہ اس میں سود کا عنصر شامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ موجودہ طریقہ پر جاری رہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ زرِ مبادلہ کی اگر کوئی مشکلات ہوں تو مال کے بدلے مال کی تجارت یعنی (Barter System) سے کام لیا جا سکتا ہے۔

آج کل بین الاقوامی سطح پر عالمی بنک اور اس کے اِدارے کام کر رہے ہیں۔ بیشتر ممالک، عالمی

(۶) ایک اسلامی مملکت کے لئے دوسرے ممالک یا غیر مسلم اَقوام سے کاروباری لین دین میں قرض پر سود کو استوار کرنے کی بجائے اشیاء اور خدمات کے تبادلے کی شکل پیدا کرنا چاہئے جسے ہم معاشی زبان میں بارٹر سسٹم کہتے ہیں۔ (محدث)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنک کے ممبر ہیں۔ جس کے تحت انہیں اپنا کھاتہ عالمی بنک میں کھولنا پڑتا ہے اور بوقتِ ضرورت بنک سے قرضہ جات حاصل کیئے جاتے ہیں۔ عالمی بنک اور اس سے وابستہ اداروں سے قرضہ جات کی صورت بھی یہ ہوگی کہ اسلامی حکومت ان کو مضاربت پر قبول کرے گی۔ اور بجائے سود کے عالمی بنک کو نفع میں شامل کرے گی۔ چونکہ حکومت خود کوئی سود وصول نہیں کرے گی اس لئے بلاسود قرضہ کی بھی متوقع ہوگی۔ اگرچہ آغاز میں مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن اسلامی معاشرہ کی روش سے پوری آگاہی کے بعد، کوئی ناممکن بات نہیں کہ عالمی سطح پر بھی سود سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تحریک وجود میں آجائے۔ اگر عالمی بنک اور دنیا کو اسلامی معاشرہ کے سمجھنے میں دِقت ہو تو اسلامی حکومت عالمی بنک کی ممبر شپ سے دستبردار بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں ہوگی، چین اور روس عالمی بنک کی رکنیت کے بغیر اپنے اپنے طریقے سے ملک کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں۔

بلاسود نظامِ بنکاری ممکن ہے !!

مندرجہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ بلاسود بینکاری نظام کا اسلامی معاشرہ میں چلانا بالکل ممکن ہے۔ یہ نظام جدید معیشت کے تمام تقاضوں کو کماحقہ پورا کر سکتا ہے۔ مالیاتی پالیسیاں (Fiscal Polices) اور حکومت کا مالیاتی نظام (Public Finance) بلاسودی نظام میں بخوبی چلایا جاسکتا ہے۔ بین الاقوامی تقاضے بھی اسلامی حدود کے اندر رہ کر پورے ہو سکتے ہیں، ورنہ اسلامی معاشرہ اُس وقت تک (Closed Economy) کے طور پر چلایا جاسکتا ہے جب تک کہ بیرونی دنیا اسلام کے منصفانہ اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہو جاتی۔ ☆☆

سود کھانا یا اس کے معاہدے کو لکھنا، اس پر گواہ بننا بہت سنگین گناہ ہیں!

حضرت جابرؓ سے روایت ہے: لعن رسول اللہ اکل الربوا ومُوکِله وکاتبه وشاهدَيه وقال هم سواء (صحیح مسلم)

"نبی کریم ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب لوگ (گناہ) میں برابر کے شریک ہیں۔"

☆ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: الربوا سبعون جزءا أيسرها أن ينكح الرجل أمّه (سنن ابن ماجہ)

"سود کے اگر ستر حصے کیئے جائیں تو اس کا کمتر حصہ بھی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا نعیم صدیقی

بکھرے بکھرے خیال!

'محدث' کے 'سود نمبر' کے لئے جن اہل علم اور ارباب نظر کو مختلف موضوعات پر لکھنے کی دعوت دی گئی، ان میں ایک موقرنام محترم نعیم صدیقی کا بھی شامل تھا۔ محترم نعیم صاحب ان دنوں جن عوارض سے دوچار ہیں اور ان کی صحت جس شدید نقاہت کا شکار ہے، اس میں وہ کوئی جامع اور مبسوط مضمون تو نہیں لکھ پائے مگر انہوں نے معاشی زندگی اور معاشی ترقی کے عنوان سے کچھ منتشر خیالات اوراقِ پریشان کی نذر کئے ہیں۔ ادارہ اس تحریر کو ان کے تبرک کے طور پر شائع کررہا ہے۔ (مدیر)

میں ایک دوست سے ملنے ہوٹل میں جاتا ہوں، ملاقات ہوتی ہے، دوست دعوت دیتا ہے کہ کچھ کھانے میں حصہ لو، حلیم ہے۔ اس ہوٹل کی پڈنگ بڑی نفیس ہوتی ہے۔ چکن سوپ، کیا کہنے ایک دفعہ حلق سے اتار لو تو دس سال زندگی بڑھ جاتی ہے، فلاں چیز، فلاں چیز۔ جیسے ویٹر گاہک کی جیب کاٹنے کے لئے زور لگا رہا ہو۔ پاس کے میز سے ایک صاحب کھانا کھا کر اٹھے۔ بل طلب کیا، ۸۰ ۷روپے کا تھا، ۲۰ روپے بیرے پر قربان۔ میں نے سوچا ۱۵، ۲۰ روپے میں معقول کھانا کھایا جاسکتا تھا، ہوٹل میں نہ سہی کسی چھوٹے سے طعام خانے میں سہی، مگر بڑائی کے نشے کا کیا علاج؟ کاش یہ شخص سوچ سکتا کہ اس نے کم سے کم تین سو پچاس روپے اس قوم کے غریبوں کے کھالئے ہیں۔ اور کم سے کم سو غریب آدمی اس وقت دال روٹی کو ترس رہے ہوں گے، کچھ بھیک مانگ لیں گے، کچھ بھیک کے نشے میں دھت رہیں گے۔ سوال یہ ہے کہ جب لوگ بھوک میں بھی مزے کرتے ہیں تو ان کی خوراک کی فکر میں جسم گھلا گھلا کر اپنا وزن گھٹانا کہاں کی عقل مندی ہے...... ایک فلسفۂ شکم سیراں و ایواں نشیناں یہ بھی ہے!

کوئی محترمہ بیوٹی ہاؤس سے حسن کی لیپا پوتی کرکے نکلتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ ڈیڑھ صد روپے اور دوسرے اللے تللے ملا کر صاحب کو دوچار ہزار روپے ماہانہ رشوت تو لینی پڑتی ہوگی۔ مجبوری، بے بسی، آدمی قابل رحم ہے!!...... ایک صاحب لمبی چوڑی کار لئے گزرتے ہیں اور خدا کا شکر کہ میرا پاؤں اس خاموش جہاز کی زد سے بچ جاتا ہے۔ سوچتا ہوں کہ یہ انکم ٹیکس افسر اعلیٰ کی کار جس کو ایک نشان سے میں پہچانتا ہوں، میرے ٹیلی فون اور بجلی کے بل میں اور غریبوں کی دال روٹی کے خرچ میں کتنے ٹیکس کا اضافہ کرتی ہے۔ اصل میں جدید تھیوری اقتصادیات اور فنانس کی یہ ہے کہ غریب لوگ وہ کنڈنسر ہوتے ہیں جو ہر قسم کے ٹیکس اور سرچارج اور جرمانوں کو جذب کرلیتے ہیں۔ لہٰذا غریبوں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غریب رکھنا اور ان کی تعداد بڑھانا بہت ضروری ہے۔

ابھی آپ نے حکومت اور تاجروں کے معاہدۂ متعلقہ سیلز ٹیکس وغیرہ کو دیکھا۔ کس خوبصورتی سے حکومت اور تاجروں نے بالاتفاق ساری بلا غریبوں پر ڈال دی ہے اور آپس میں چھپیاں مل رہے ہیں۔ اہل مال اور عوام کا حال ہاتھیوں کے جھنڈ اور چیونٹیوں کی قطاروں کا ہے۔ کس ہاتھی کا ایک پاؤں بہ یک جنبش ایک ہزار چیونٹی کو "اِنا للہ" کر سکتا ہے۔ مگر ہزار چیونٹی ملکر بھی ہاتھی کے پاؤں میں کھجلی بھی پیدا نہیں کر سکتی۔ پس چیونٹیاں چیونٹیاں ہیں اور ہاتھی ہاتھی۔ نظریہ ارتقاء بھی نہ تو چیونٹیوں کو ہاتھی بنا سکتا ہے اور نہ ہاتھیوں کو چیونٹی۔

....

یہ پہلا فقرہ ہوا جس سے اہل نظر کی توجہ ذرا سی مسئلہ سود کی طرف جائے گی، اب دوسرا فقرہ سنئے!

بڑے بڑے دماغ ان دنوں معاشی مسئلے پر لگے ہیں، مگر اپروچ سب کی ایک ہی کلاسیکل اپروچ ہے۔ فلاں پیداوار بڑھاؤ، صنعت میں اضافہ کرو، برآمد میں ترقی کرو، منڈیاں تلاش کرو، جن کے ایک ایک شعبے میں ہم چیونٹیوں کو ہاتھیوں کا مقابلہ درپیش ہے۔ گویا منڈیاں جا بجا بکھری پڑی ہیں۔ جہاں موقع ملے، ہاتھ مار لو، کبھی یہ بھی سوچنا کہ بھاری سود پر سرمایہ لا کر آپ مقابلہ کیسے کریں گے؟ اور سستی لیبر جو ہمارا بڑا 'میزائل' تھی، وہ اب کہاں میسر؟...... قرضے دینے والے بجلی، پٹرول، موبل آئل گندم، گھی، صابن ہر چیز پر تو اپنے سود کے ردّے چڑھا رہے ہیں جن کے لئے ہمارے ہاں ٹیکس کا رائج العام لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کیا کماؤ گے؟ سستا مال کیسے بنے گا؟ اچھی کوالٹی کے سستے مال سے مقابلہ کیسے ہوگا؟ ہم تو وہ یرغمالی قوم ہیں جو اپنی کمائی (یا بجٹ کا ایک حصہ) تو پہلے اپنے محسن ساہوکاروں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ ساہوکار نہ ہوں تو ہماری نوابی کیسے چلے اور مالیات اور معاشیات کی خانہ خرابی کا سلسلہ کیسے جاری رہے اور اپوزیشن کا کام کیسے بنے؟ اپوزیشن کو اس موضوع سے دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ مسئلہ حل کرنے میں قوتیں صرف کرے۔ وہ مسئلوں کو ژولیدہ پاکر خصوصاً 'معاشی' الجھن پر خوب خوش ہوتی اور یہ نہیں کہتی کہ ہم کم سے کم پارلیمنٹ میں، اخباروں میں، پمفلٹوں میں اس بس کی گانٹھ کا ایسا حل پیش کریں گے کہ پھر معاشی بدحالی کی خبریں کبھی دوبارہ پھوٹ ہی نہ سکیں گی۔ بلکہ اپوزیشن کا نعرہ ایک ہی ہوگا کہ 'کرسی' الٹنی ہے، اقتدار کا تاج چھیننا ہے۔ صاف لفظوں میں یک نکاتی ایجنڈا یہ ہے جس سے ملک بہشت بن جائے گا کہ نواز شریف کو گدی سے اتارنے کا مزہ لینا ہے☆۔

اچھا اُتار دیا...... اب لاؤ! کون سے بزرجمہر کو لاتے ہو؟ شاید محترم پیر پگاڑا کے تعویذوں

☆ واضح رہے کہ ہماری نواز شریف سے رشتہ داری ہے، نہ میل جول، نہ خط وکتابت...... اور نہ کسی اور وزیراعظم بننے والے لیڈر سے حمایت یا مخالفت کا تعلق ہے ...... شاطر جانیں اور ان کی شطرنج کے مہرے، ہم درویشوں کو کیا !!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسبیحوں اور شب بیداریوں اور تیتر کے شکاروں کے ذریعے قبضہ مل جائے ع "قصہ کوتہ گشت دونہ دردسر بسیار بود" ہمارے دلفریب نوجوان عمران خان پر نظر ہے؟ کیانواب زادہ نصر اللہ خاں کے حقے کی گڑگڑ اور ٹوپی کا پھندنا مطلب پورا کردے گا۔ آپ کے سابق صدر بھی ہیں۔ حضرت مولانا طاہر بھی ہیں، اور اس صف میں اگر قاضی حسین احمد صاحب کو کھڑا کیا جائے تو ساری صف نور علیٰ نور ہو جائے گی اور ابھی تو بے نظیر اور ان کے شوہر نامدار رہتے ہیں۔ پھر ولی خان ہیں، الطاف حسین جناح پور کے ہونے والے بادشاہ ہیں۔ کسی کو بلوچستان سے بھی دیکھ لیجئے...... ع ایں خانہ تمام آفتاب است!

مگر پیارے پاکستانیو! اپنے جادو طراز تقدیروں سے ذرا کسی کونے میں بڑے سکون سے پوچھو کہ اگر آنے والا نباشِ اوّل کے بعد نباشِ ثانی ثابت ہوا تو ہم کدھر جائیں گے۔ یہ سب امریکہ کے فدائی اور کلنٹن کے مرید ہیں، ایک بھی سرکش نہیں۔ ان سے ہمیں کیا ملے گا؟

پیارے پاکستانیو! ہم ذرا لپک کر بھنگڑ خانۂ سیاست کی طرف چلے گئے، یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔ بس ماحول میں اس سے اتنی آلودگی ہے کہ سانس لیتے ہیں تو زہر اندر چلا جاتا ہے۔ خیر چھوڑیئے، زہر کھانا، زہر پینا، زہر میں سانس لینا اور "زہر سننا" تو ہمارا وہ فن شریف ہے کہ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس نامراد سیاست نے ہم سے ہمارا اصل موضوع چھڑا دیا۔

دیکھئے! میں ایک نئے طرز سے معاشی مصیبت کا تجزیہ کرنے لگا ہوں اور ایک نیا حل پیش کرنے لگا ہوں...... معاشی ومالی حالات کا تجزیہ نہایت ہی سادہ ہے، لمبے چوڑے اعداد وشمار اور ورق گردانیوں کی ضرورت نہیں۔ صرف ۲ چیزیں جانی چاہئیں۔ ایک آپ کا معیارِ زندگی کیا ہے؟ دوسرے صنعتی وزرعی پیداوار کتنی ہے؟ اور دونوں میں کتنا فرق ہے؟

میرا اندازہ ہے، میں ریسرچ کرنے کے لئے وقت اور قوت نہیں رکھتا اور نہ کوئی معاونِ نوجوان مجھے اتنی مدد دینے کے لئے بھی میسر ہے کہ "بھئی فلاں الماری سے ذرا فلاں کتاب یا فائل اٹھادو......" ورنہ اگر دو تین نوجوانوں کا جزوقتی تعاون بھی مجھے حاصل ہوتا تو میں اعداد وشمار کی رجمنٹیں کھڑی کر دیتا۔ مگر معذرت کہ "چند کند بے نوا ہمیں دارد" میں اتنے ہی کام کو بڑا کام سمجھتا ہوں کہ خیالات اور نظریات کے بعض بیج مستقبل کی فکری کھیتیوں میں بکھیر رہا ہوں۔

شاید میرا یہ خیال زیادہ غلط نہ ہو کہ ہمارا معیارِ زندگی اتنی اونچائی پر ہے کہ ہماری آئندہ دس سال تک کی پیداواریں آج سے زیادہ نیچے رہ جائیں گی، کیونکہ معیارِ زندگی تیزی سے اوپر کو اٹھ رہا ہے۔ اس کی رفتار اکیسویں صدی کی رفتار ہے اور ہماری پیداواری کوششوں کی رفتار شدید بارہویں صدی سے آگے نہیں بڑھ رہی۔

مثلاً الجبرا کے اصول پر میں فرض کرتا ہوں کہ ہمارا خطِ معیار زندگی ۵۰ پر ہے اور پیداواری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل فقط ۱۰ اپر، غرض دونوں میں ۴۰ کا فرق ہے۔

آپ نے معاشی پیداواری مسائل کو بڑھانے کے لئے قرض لیا، ۲۵۰ ملین ڈالر اس کا سالانہ سود۔ اب آپ سود کی وجہ سے عوامی ضرریات پر ٹیکس بھی لگائیں گے۔ خوراک، پوشاک، کرایہ مکان، بجلی، پانی، سوئی گیس، دوا، معالجہ، سفر خرچ، تعلیمی مصارف برائے نئی نسل۔ ان ساری چیزوں پر ٹیکس کے بھوت کا سایہ پڑگیا۔ تمام خدمات مثلاً غریب آدمی کو تو موچی، دُھنیے، منجی پیڑھی ٹھکائی، کبھی بڑھئی اور مزدور سے مرمت مکان، ان کی اجرتوں میں سود اور ٹیکس شامل۔ لہٰذا آپ کی مزدوری کاشت کی ہے یا کارخانے کی، یا باربرداری کی، بڑھنی ضرور ہے۔

اب جو پیداوار تیار ہوگی، اس میں یہ چیزیں شامل ہوں گی: رسل و رسائل اور دیگر قومی ضرورتوں کے مصارف (عملہ + اجناس) بڑھیں گے۔ اس کا بھی اضافہ کرنا ہوگا۔ نسل افزائی کی وجہ سے بھی معاشیات پر بار پڑے گا۔ حادثات یا جنگیں یا داخلی سیاسی ہڑبونگ، ہڑتالیں وغیرہ بھی کچھ مصارف میں اضافہ یا آمدنی میں کمی کا باعث ہوں گی۔ ادھر معیار زندگی بڑھتا جائے گا بمقابلہ پیداوار کے نہایت تیزی سے۔ یعنی پہلے معیار اور پیداوار میں اگر ۴۰ کا فرق تھا تو چند برس میں ۵۰ کا ہو جائے گا، پھر ۸۰ اور ۱۰۰ کا ہے۔ پیداواری پجاری کیا کریں گے۔ پیداواروں کا اگر مؤثر نقشہ بنا کر کام کیا جاسکے تو یہ طویل المدت منصوبہ ہے، لیکن اس کیلئے کوئی تیار نہیں بلکہ سب کو توفوری طور پر نجات چاہئے ☆☆

'محدث' ۳۰ برس سے فتنہ انکار حدیث کے خلاف سرگرم عمل ہے، حجیت حدیث پر 'محدث' کی آواز اور استدلال سب سے قوی ہے!...... حدیث نبویؐ کا خصوصی ذوق اور فی زمانہ اس فن کے ماہرین کی تائید اور علمی تعاون 'محدث' کو حاصل ہے......!! الحمد للہ

روایات کے عین مطابق

ماہنامہ محدث لاہور

سود نمبر کی کامیاب پیشکش کے بعد

...... تاریخ ساز اہمیت کا حامل

کا انکارِ حدیث نمبر

علومِ حدیث کا خصوصی ذوق رکھنے والے اہل علم و دانش اپنی نگارشاتِ علمیہ جلد ارسال فرمائیں!

مشتہرین حضرات اور اشاعتی ادارے اپنے اعلانات اور اشتہارات کے لئے فوری رابطہ کریں!

فتنہ انکار حدیث کے جدید روپ...... ماضی، حال اور مستقبل...... محدثِ جلیل علامہ البانی رحمہ اللہ کا "محدث" کو انٹرویو ...... پرویزیت کی عرب ممالک میں فتنہ پردازیوں پر رپورٹ...... پرویزیت کے اُصولی نظریات پر علمی تعاقب...... محدث میں انکار حدیث پر چھپنے والے مضامین کی جامع فہرست...... نامور علماء کے منتخب مقالات اور بہت کچھ! (ان شاءاللہ)

یہ سب کچھ جاننے کیلئے انکار حدیث نمبر کا ضرور مطالعہ کیجئے جو جلد ہی منظر عام پر آرہا ہے۔ مزید تفصیلات کیلئے آئندہ شمارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ